تفسیر
منبع عیون المعانی و مطلع شموس المثانی

ڈاکٹر سالم قدوائی

شیخ مبارک بن خضر ناگوری

شیخ مبارک ابن خضر ناگوری ۹۱۱ہجری قمری میں پیدا ہوئے اور ۱۰۰۱ہجری قمری میں ۹۰ سال کی عمر میں آگرہ میں وفات پائی(۱)

آپ کے آباؤ اجداد یمنی تھے۔ ان کے والد نے ناگورہ میں اقامت اختیار کی۔ شیخ مبارک کی ولادت یہیں ہوئی۔ بچپن کی تعلیم کے بعد شیخ مبارک احمد آباد گئے اور خطیب ابو الفضل کے آگے زانوئے شاگردی تہہ کیے۔ تھوڑے ہی عرصے میں ان کی علمی حیثیت مسلم ہوگئی۔ ۹۵۰ھ میں آگرہ آئے اور درس و تدریس میں لگ گئے۔ لکھنے پڑھنے کا یہ عالم تھا کہ خود اپنے ہاتھ سے پانچ سو سے زیادہ کتابیں لکھ ڈالیں۔ آخر عمر میں باوجود اس کے کہ بصارت کمزور ہو گئی تھی، انہوں نے محض اپنی یاداشت سے پانچ جلدوں میں تفسیر منبع عیون المعانی، تصنیف کی۔ یہ بولتے جاتے تھے اور ان کے شاگرد لکھتے رہتے تھے۔ شیخ مبارک کی شہرت اور عظمت کو ان کے بیٹوں ابو الفضل اور فیضی نے چار چاند لگائے۔ شیخ مبارک اس دور کے علماء کے مقابلے میں جن کا اکبر کے دربار میں بہت زور تھا قدرے آزاد خیال تھے۔ اسی لئے شروع میں انکو دربار میں اپنی حیثیت بنانے میں خاص دقت ہوئی، مگر اکبر جو کٹر مذہبی طبقے سے پریشان تھے۔ ان سے اور ان کے بیٹوں سے بہت متاثر تھا اور ان کی بہت عزت کرتا تھا۔

"منبع عیون المعانی و مطلع شموس المثانی" پانچ ضخیم جلدوں میں سید تقی صاحب مرحوم (لکھنؤ) کے کتب خانے میں موجود ہے۔ ڈاکٹر زبید احمد نے اپنی تصنیف "کنٹری بیوشن آف انڈیا ٹو تحریک لٹریچر" میں اسے لاپتہ قرار دیا ہے۔ مجھے بھی اس نسخے کے علاوہ کسی دوسرے نسخے کا پتہ نہیں چل سکا ہے۔ شروع کی تین جلدیں ذرا بوسیدہ ہیں، چوتھی اور پانچویں جلدیں مضبوط ہیں۔ پہلی جلد میں شروع کے چند اوراق غائب ہیں۔ اس کے بعد کی عبارت ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے :

" للاٰ ثار مستكلملا للعلوم سيما استماع الحديث واصوله معنعنا مسلسلا متنا واسنادا وضبط رجاله ورواته تحقيقا واتقانا من السنة بعض المشاهير الصادرين من الحرمين الشريفين زادهما الله شرفا "

اس کے بعد انہوں نے لاہور میں اپنی آمد اور قیام کا ذکر کیا ہے۔ اس دور کے کچھ بزرگوں اور اہل علم کے نام اور ان کی عظمت کو بھی بیان کیا ہے۔ اس کے بعد اپنا ذکر اور اس تفسیر کی تصنیف کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ پھر اپنی تعلیم، اساتذہ اور مذہب کے متعلق لکھتے ہیں اور ان اہل علم و فضل کا ذکر کرتے ہیں جن سے مستفید ہوئے ہیں۔

پھر آگرہ میں رہنے اور وہاں کے بزرگوں سے کسب فیض کا ذکر کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں شیخ عطاء الدین مجذوب (۲) اور محدث کامل شیخ رفیع الدین۔ (۳) کا خاص طور سے نام لیا ہے۔ اس کے بعد فن تفسیر کی اہمیت، یہ تفسیر عربی میں لکھنے کی وجہ اور اس کے نام کا ذکر کرتے ہیں۔

اس تفسیر میں انہوں نے جن خاص امور کو پیش نظر رکھا ہے۔ ان کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

"اس کتاب میں وجوہ نظم قرآن، قرأت عشرہ، انواع وقوف و فواصل آیات کا ذکر کروں گا، نیز علمائے راسخین، حکماء اور صاحب کشف عارفین نے جو معانی و مطالب بیان کیے ہیں انہیں بتاؤں گا۔ جملوں کے ربط اور آیتوں اور سورتوں کے درمیان جو مناسبت ہے اسے واضح کروں گا۔ انبیاء علیہم السلام کے قصص، اقوام و ملل کے واقعات، اسباب نزول اور ناسخ و منسوخ کو بیان کروں گا اور یہ بتاؤں گا کہ سورتیں جن آیات پر ختم کی گئی ہیں ان کی وجہ کیا ہے۔"

اس کے بعد ایک مبسوط مقدمہ لکھا ہے جس میں تمام علوم قرآنی کا مفصل ذکر کیا ہے۔ عرب کون تھے سب سے پہلے عربی زبان کس نے استعمال کی۔ اس زبان کی فضیلت کیا ہے۔ نزول قرآن کا بیان، وحی کا تذکرہ، نزول کی مدت، سورتوں کی تنزیل و ترتیب، مکی و مدنی سورتوں کا بیان و تعداد، اعجاز قرآن کا تذکرہ قرأۃ قرآن، تعلیم قرآن، تلاوت کے فوائد، معانی کا ذکر، مختلف لوگوں کا مختلف انداز سے پڑھنا بہت سے الفاظ کی کتابت کا بیان، مفسرین کے انداز بیان کا ذکر، اہل لغت و فصحاء کا تذکرہ، غرض کوئی بھی ایسی بات اور کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کا مفصل ذکر انہوں نے اس مقدمے میں نہ کیا ہو۔ اسے پڑھ کر شیخ کے غیر معمولی ذہن، اعلیٰ دماغ اور زبردست لیاقت کا پتہ چلتا ہے۔

سورۃ الفاتحہ کے تیس نام انہوں نے بیان کیے ہیں۔ فاتحہ و حمد شکر منتہ سبع مثانی، ام الکتاب، ام القرآن

۔نور، کنز، دعامناجاۃ، دافیہ، اساس، شافیہ وغیرہ، اس میں سے ہر ایک نام کی الگ الگ توجیہ بھی کی ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ یہ نام کیوں رکھا گیا۔اس کے بعد اس سورۃ کی مفصل تفسیر بیان کی ہے۔

کسی سورۃ کی تفسیر بیان کرنے سے پہلے اس کا نام، آیات و کلمات وغیرہ کی تعداد اور اس میں اگر کچھ ناسخ منسوخ ہے تو ان سب کا ذکر تفصیل سے کر دیتے ہیں۔

پہلی جلد پارہ سیقول کی پہلی آیت کی تشریح پر ختم ہوتی ہے۔دوسری جلد" قال رب انی لا املك الا نفسی واخی فافرق بیننا وبین القوم الفاسقین (۴) پر ختم ہوتی ہے۔ تیسری جلد فهل ینتظرون الامثل ایام الذین خلوا من قبلهم قل فا نبتظروآ انّی معکم من المنتظرین (۵) تک ہے۔ چوتھی جلدفمن کان یرجو القاء ربه فلیعمل عملا صالحا ولا یشرك بعبادة ربه احدا"۔پر ختم ہوتی ہے، یعنی سورہ کہف کے خاتمے تک۔پانچویں جلد میں شروع کے ایک آدھ صفحات غائب ہیں۔اس آیت سے شروع ہوتی ہے۔وما علمناه الشعر وما ینبغی له (۶) اور ختم قرآن مجید تک ہے۔آخر کے اختتامیہ صفحات بھی دو ایک غائب ہیں۔یہ تفسیر پانچ ضخیم جلدوں میں ہے جن کے صفحات کی مجموعی تعداد تقریباً تین ہزار ہے (۷)۔

انہوں نے ہر ہر آیت پر پوری بحث کی ہے۔تمام مطالب کو بہ حسن تحقیق و تدقیق بیان کیا ہے۔شان نزول اور متعلقہ واقعات کا بھی ذکر کیا ہے۔زبان کی بھی بحثیں کی ہیں۔قصص قرآنی اور انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔

تمام سورتوں کی تفسیر بہت عمدہ کی ہے پہلے سورہ کا نام لکھتے ہیں۔پھر یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے اور کتنے نام ہیں۔پھر یہ کہ سورۃ مکی ہے یا مدنی۔اس میں کتنے حروف کلمات اور آیات ہیں۔اس میں کن جگہوں پر وقف لازم ہے کتنے رکوع ہیں اور اس کا مضمون کیا ہے۔اس کی طرف بھی مختصراً اشارہ کر دیتے ہیں۔

جہاں پر روزہ کی فرضیت کا بیان ہے وہاں پوری تفصیل سے روزہ کی فضیلت اور اس کی اہمیت کا ذکر کیا ہے اور اس کو اچھی طرح ذہن نشین کرانے کے بعد اس سلسلے کے ضروری مسائل کو بیان کیا ہے اور سفر و حضر میں اس کی حیثیت کیا ہوتی ہے۔اس کا ذکر کیا ہے۔اسی طرح سے وضو، نماز، حج وغیرہ کے مسائل پر بھی سیر حاصل بحثیں کی ہیں۔

اپنی تفسیر میں انہوں نے کلبی، غسانی، زاہدی وغیرہ کے حوالے دیے ہیں۔حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ مفصل لکھا ہے کہ کس طرح انہوں نے لوگوں کے ساتھ کشتی میں سفر کیا۔سمندر میں طغیانی آئی۔انہوں نے اپنے آپ کو اس مصیبت کا سبب ٹھہرالیا اور لوگوں سے کہا کہ مجھے سمندر میں ڈال دو، لوگ اس پر تیار نہ ہوئے آخر قرعہ اندازی

سے ان کا نام نکلا، پھر ان کو مچھلی نے نگل لیا۔ غرض پورا واقعہ بیان کر دیا ہے۔ اسی طرح سے اور دوسرے نبیوں وغیرہ کے قصوں کا بھی تفصیلی ذکر کر دیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اس بات کو بھی ملحوظ رکھا ہے کہ غلط اور لایعنی روایات سے اجتناب کیا جائے اور صحیح اور سچے واقعات بیان کر دیے جائیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات بھی پوری تفصیل سے بیان کیے ہیں اور ان تمام واقعات کا ذکر کیا ہے جن کا تعلق حضرت یوسف علیہ السلام سے کسی نہ کسی طرح بھی ہو سکتا ہے۔ خاص طور سے ان آیات کی تشریح میں بہت تفصیل سے کام لیا ہے جن سے حضرت یوسفؑ کی برأت ثابت ہوتی ہے، یعنی امراۃ عزیز کا ان کو پھسلانا، بادشاہ کا خواب دیکھنا، ان کو جیل خانے سے بلانا اور ان کا اس بات پر اصرار کہ پہلے ان کی فرد جرم کی تحقیق اچھی طرح کر لی جائے۔ وغیرہ وغیرہ تمام باتوں کو ثبوت و دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے۔ تشریح و توضیح بہت اچھے انداز میں کی ہے جس سے تمام مسائل حل ہو گئے ہیں اور حضرت یوسفؑ کی زندگی کے تمام واقعات پوری طرح سے سامنے آ گئے ہیں اور ان کی برأت ثابت ہو گئی ہے۔

اس تفسیر کی پہلی جلد بالخصوص بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اس میں مصنف نے اپنے حالات اور اس دور کی بہت سی باتوں کا ذکر کیا ہے۔ علوم قرآنی سے متعلق بھی بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ علم تفسیر کی ضرورت اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ شیخ مبارک کا ذوق علمی و ادبی ہونے کے ساتھ ساتھ صوفیانہ تھا جس کی جھلک ان کی اس تفسیر میں بھی ملتی ہے۔ یہ رنگ ان پر صوفیائے کرام اور بزرگان دین سے ملاقات اور کسب فیض کا نتیجہ تھا۔ انہوں نے علم کے بیشتر شعبوں میں اس دور کے ممتاز بزرگوں سے استفادہ کیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ ان کی اس تفسیر میں عالمانہ اور محققانہ رنگ نظر آتا ہے۔ ان کا مطالعہ بہت گہرا تھا اور وہ محض کسی ایک فن سے متعلق نہ تھا، بلکہ اس دور کے تمام علوم پر حاوی تھا۔ ان کے علمی شوق کا انداز اس سے بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنی تصانیف سے قطع نظر محض قدماء کی پانچ سو کتابوں کو اپنے ہاتھ سے نقل کیا تھا۔ اس کا ذکر بھی انہوں نے اپنی تفسیر کے مقدمے میں کیا ہے۔

کسی سورۃ کو شروع کرتے وقت ابتدا ہی میں اس کا مضمون بیان کر دیتے ہیں، تاکہ سورۃ کے مطالب ذہن نشین ہو جائیں۔

انہوں نے ربط سورہ کی طرف بھی اشارے کیے ہیں۔ کسی سورۃ کو شروع کرنے کے بعد جب اس کا مضمون بیان کرتے ہیں تو پھر اس کا نظم اور وجہ نظم بیان کرتے ہیں۔ ہر سورۃ کے خاتمے پر دعا مانگتے ہیں جو مفہوم کے اعتبار سے تو یکساں ہوتی ہے، لیکن الفاظ قدرے بدلتے رہتے ہیں۔

حواشی

۱۔ شیخ مبارک کے مفصل حالات کے لیے ملاحظہ ہو (۱) آئین اکبری ۲/۲۶ (۲) منتخب اللباب ۳/۷۳ (۳) تذکرہ علمائے ہند ۱۷۴ (۴) حدائق الجیفیہ ص ۳۹۴ (۵) آثر الکرام ص ۱۹۷ (۶) قاموس المشاہیر ۱/ ۳۰۔

۲۔ نزہتہ ۴/۲۲۔ اخبار (اردو ترجمہ) ص ۴۷۹۔

۳۔ نزہتہ ۴/۱۵۱ تذکرہ رحمان علی ص ۱۹۵۔

۴۔ سورۃ المائدہ آیت ۲۵۔

۵۔ سورۂ یونس آیت ۱۰۲۔

۶۔ سورۂ یٰسین آیت ۶۹۔

۷۔ غالباً اس کی چھ جلدیں تھیں، اس لئے کہ موجودہ چوتھی جلد سورہ کہف پر ختم ہوتی ہے اور پانچویں سورۂ یٰسین سے شروع ہوتی ہے، یعنی سورۂ یٰسین تک کی سورتوں کی تفسیر کا پتہ نہیں چلتا ہے ممکن ہے ضائع ہو گئی ہو۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆